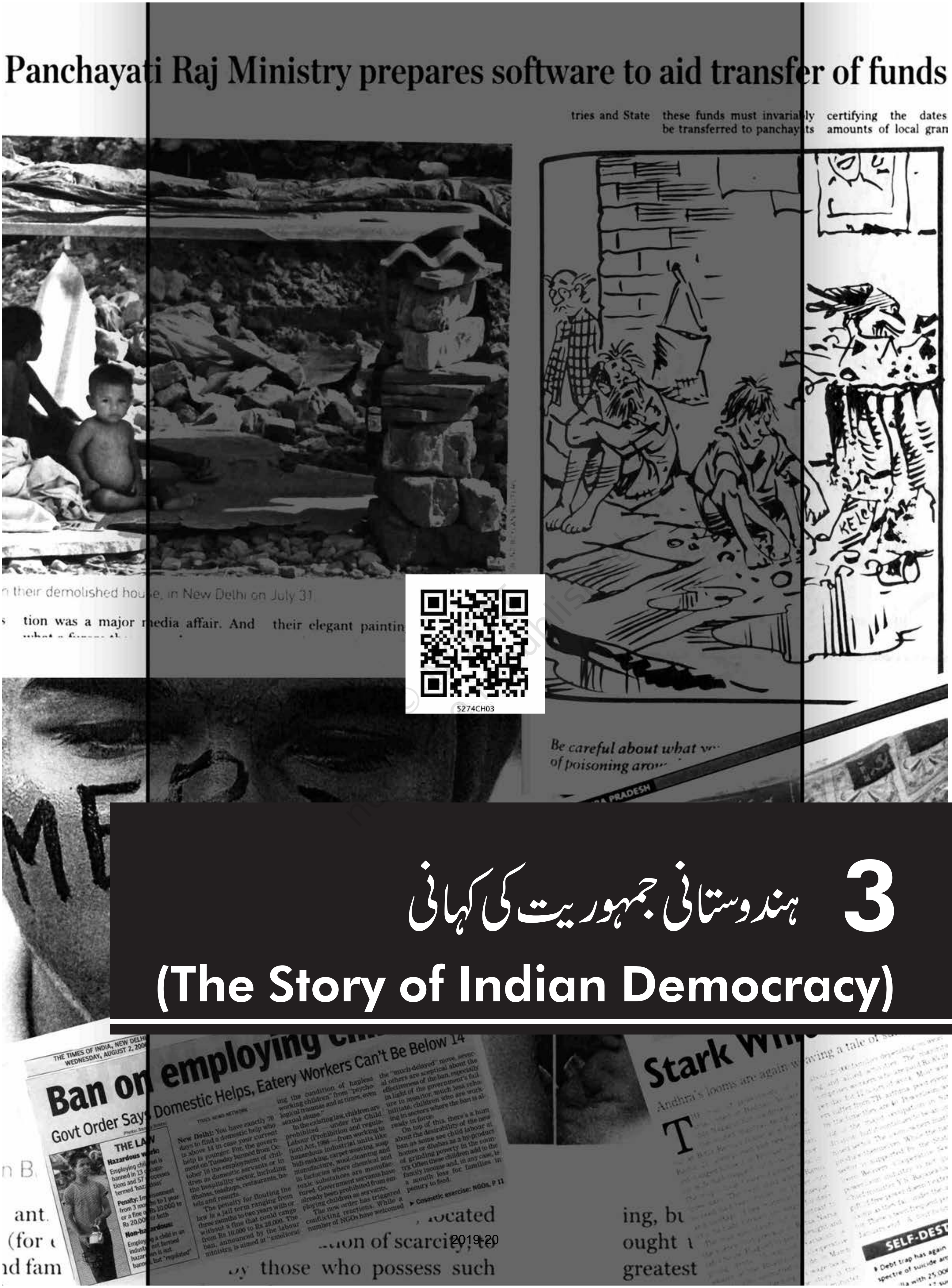

5274CH03

3 ہندوستانی جمہوریت کی کہانی

(The Story of Indian Democracy)

ہم سبھی اس تصور سے بخوبی واقف ہیں کہ جمہوریت عوام کے ذریعہ، عوام کے لیے، عوام کی حکومت ہے۔ اسے بنیادی طور پر دو زمروں میں رکھا جاتا ہے: براہِ راست اور نمائندہ۔ راست جمہوریت میں سبھی شہری بغیر کسی منتخب یا تقرر کردہ عہدے دار کی ثالثی کے عوامی فیصلوں میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ایسا نظام صرف وہیں قابل عمل ہے جہاں لوگوں کی تعداد نسبتاً کم ہو— مثلاً ایک کمیونٹی، تنظیم، قبائلی کونسل یا ٹریڈ یونین کی مقامی اکائی جہاں ممبران ایک کمرے میں کسی امور پر بحث کرنے کے لیے آپس میں مل سکتے ہوں اور اتفاق رائے سے یا اکثریتی ووٹ سے کسی فیصلے پر پہنچ سکتے ہوں۔

وسیع اور پیچیدہ جدید سماج میں راست جمہوریت کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ آج کل جمہوریت کی نہایت عام شکل خواہ 50,000 کی آبادی والا قصبہ ہو یا پھر 100 کروڑ کی آبادی والے ممالک، نمائندہ جمہوریت ہی پائی جاتی ہے۔ اس میں شہری عوامی مفاد میں سیاسی فیصلے، قوانین وضع کرنے یا پروگراموں کے نفاذ کے لیے عہدے داروں کا انتخاب کرتے ہیں۔ ہماری جمہوریت بھی نمائندہ جمہوریت ہے۔ ہر ایک شہری کو اپنے نمائندے کے حق میں ووٹ دینے کا اختیار ہے۔ عوام اپنے نمائندگان کو پنچایت، میونسپل بورڈ، ریاستی اسمبلی اور پارلیمنٹ وغیرہ سبھی سطحوں پر منتخب کرتے ہیں۔ اب یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ جمہوریت میں عوام کی باقاعدہ شمولیت زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے اور محض ہر پانچ سال پر ووٹ ڈالنے کا مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح شراکتی جمہوریت اور غیر مرکزی حکمرانی دونوں ہی مقبول ہوتے جا رہے ہیں۔ شراکتی جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں اہم فیصلہ لینے کے لیے کسی گروہ یا کمیونٹی کے سبھی ممبران اجتماعی طور پر شریک ہوتے ہیں۔ اس باب میں غیر مرکزی اور زمینی جمہوریت کے ایک اہم قدم سمجھے جانے والے پنچایتی راج نظام کی مثال پر بحث کی جائے گی۔

ایک بزرگ خاتون انتخابات میں ووٹ ڈالتے ہوئے۔

دونوں طریقۂ عمل اور قدروں سے پتہ چلتا ہے کہ استعماریت کے خلاف جدوجہد کے طویل عرصے میں ہندوستانی جمہوریت کو فروغ ملا ہے۔ آزادی کے حصول کے گذشتہ 60 سالوں میں ہندوستانی جمہوریت کی کامیابی ایک ایسے ملک کے لیے کرشمہ ہی ہے جہاں اتنا تنوع اور عدم مساوات پایا جاتا ہو۔ اس باب میں ہندوستان کے خوش حال لیکن پیچیدہ ماضی اور حال کی جامع تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

اس باب میں ہندوستان میں جمہوریت کے فروغ کے بارے میں ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ سب سے پہلے ہم ہندوستانی آئین پر نظر ڈالیں گے جو ہندوستانی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ ہم اس کی بنیادی قدروں پر توجہ مرکوز کرتے

ہوئے، آئین سازی پر مختصراً نظر ڈالیں گے اور مختلف خیالات کی نمائندگی کرنے والے مباحث کے بعض تراشوں پر غور کریں گے۔ دوسرے باب میں ہم جمہوری عمل کی زمینی سطح کے نظام یعنی پنچایت راج نظام پر نظر ڈالیں گے۔ دونوں ہی تشریح میں آپ غور کریں گے کہ لوگوں کے مختلف گروہ اور سیاسی پارٹیاں بھی ہیں، جو مسابقتی مفاد کی نمائندگی کررہی ہیں۔ جمہوریت کسی بھی عمل کا ایک لازمی جزو ہے۔ اس باب کے تیسرے حصے میں یہ بحث کی گئی ہے کہ کسی طرح مسابقتی مفادات عمل کرتے ہیں۔ اصطلاح مفاد یا ہم مفاد گروہوں اور سیاسی پارٹیوں سے کیا مراد ہے اور ہندوستان جیسے جمہوری نظام میں ان کا کیا کردار ہے؟

3.1 ہندوستانی آئین (THE INDIAN CONSTITUTION)

ہندوستانی جمہوریت کی بنیادی قدریں
(THE CORE VALUES OF INDIAN DEMOCRACY)

© NCERT not to be republished

ہمیں جدید ہندوستان کی دیگر خصوصیات کی طرح جدید ہندوستانی جمہوریت کی کہانی کی شروعات بھی نوآبادیاتی دور سے ہی کرنی چاہیے۔ آپ نے ابھی ایسی بہت سی ساختی اور ثقافتی تبدیلیوں کے بارے میں پڑھا ہے جو برطانوی استعماریت کے ذریعہ دانستہ لائی گئیں۔ ان میں سے بعض غیر ارادی طور پر رونما ہوئیں۔ برطانیہ کا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا کہ ایسی تبدیلیاں ہوں۔ مثلاً انھوں نے یہاں مغربی تعلیم کی اشاعت اس لیے کی کہ وہ مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا ایک متوسط طبقہ تیار کرسکیں اور ان کی مدد سے نوآبادیاتی حکمرانوں کی حکومت جاری رکھ سکیں۔ ایک مغربی تعلیم یافتہ طبقہ ضرور ابھرا لیکن یہ برطانوی حکومت کے لیے مددگار ہونے کے بجائے جمہوریت کے روشن خیال تصورات، سماجی انصاف اور قوم پرستی کا استعمال نوآبادیاتی حکومت کے لیے چیلنج بن گیا۔

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جمہوری اقدار اور ادارے خالصتاً مغربی دین ہیں۔ ملک کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک ہمارے قدیم رزمیے، لوک کہانیاں، مذاکرات، مباحثوں اور متضاد صورتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کسی بھی لوک کہانی، لوک گیت یا رزمیہ کے بارے میں غور کیجیے جو ان مختلف نقطہ نظر کو ظاہر کرتی ہیں؟ ہم رزمیہ مہابھارت کی ہی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے باب 1 اور 2 میں دیکھا کہ جدید ہندوستان میں سماجی تبدیلی کا سبب محض ہندوستانی خیالات اور مغربی افکار نہیں بلکہ ہندوستانی مغربی خیالات کا امتزاج اور ان کی ازسرنو تشریح ہے۔ ہم نے سماجی مصلحین

> **باکس 3.1**
>
> **سوال کرنے کی روایت**
>
> مہابھارت، میں جب بھارگو بھاردواج کو بتاتے ہیں کہ ذات پر مبنی تقسیم مختلف انسانوں کی جسمانی خصوصیات میں پائے جانے والے فرق سے متعلق ہے جو کہ جلد کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے تب بھاردواج نے نہ صرف سبھی ذاتوں کے انسانوں کے جلد کے رنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (اگر مختلف رنگ مختلف ذاتوں کا اشارہ ہیں تو سبھی ذاتیں مخلوط ہیں) اور مزید سنجیدگی سے سوال کرتے ہوئے انھیں جواب دیا: ''ہم سبھی خواہش، غصہ، خوف، دکھ، بھوک اور محنت سے متاثر ہوتے ہیں، پھر ہم میں ذات سے متعلق اختلافات کیسے ہیں؟
>
> (سین 2005:10–11)

کے معاملے میں مساوات کے جدید خیالات اور انصاف کے روایتی تصورات دونوں کو برتتے دیکھا ہے۔ جمہوریت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ نوآبادیاتی ہندوستان میں برطانوی استعماریت کے غیر جمہوری اور امتیازی انتظامی سلوک جو آزادی کے اس تصور کے بالکل متضاد تھے جنھیں جمہوریت کے مغربی نظریات میں اپنایا گیا تھا اور مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے جن کے بارے میں پڑھا تھا، ہندوستان میں پھیلی غربت اور سماجی تفریق کی شدت جمہوریت کے معنی پر گہرے سوالات پیدا کرتی ہے۔ کیا جمہوریت کا مطلب صرف سیاسی آزادی ہے؟ یا پھر معاشی آزادی اور سماجی انصاف بھی؟ کیا ذات، مسلک، نسل اور جنس کی تفریق کے بغیر سب کو مساوی حقوق حاصل ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر ایک غیر مساوی سماج میں ایسی مساوات کو کیسے محسوس کیا جا سکتا ہے؟

باکس 3.2

آج سماج کا ہدف ایک نئی بنیاد رکھنا ہے جیسا کہ تین الفاظ اخوت، آزادی اور مساوات میں فرانسیسی انقلاب کا خلاصہ کیا گیا تھا۔ فرانسیسی انقلاب کو اسی نعرے کے سبب پذیرائی ملی لیکن یہ مساوات پیش کرنے میں ناکام رہا۔ ہم نے روسی انقلاب کا استقبال کیا کیونکہ اس کا مقصد بھی مساوات لانا تھا لیکن یہ مساوات پیش کرنے میں بہت زیادہ زور نہیں دے سکا۔ سماج اخوت یا آزادی کو قربان کر دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اخوت یا آزادی کے بغیر مساوات کی کوئی قدر نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں کا ساتھ ساتھ وجود اسی وقت ممکن ہے جب بدھ کے بتائے ہوئے طریقوں کی پیروی کی جائے۔

(امبیڈکر 1992)

باکس 3.2 کے لیے مشق

درج بالا متن کو پڑھیے اور بحث کیجیے کہ جمہوریت کے نئے ماڈل کی تحقیق اور تعمیر میں مغرب اور ہندوستان کے کس طرح کے متنوع خیالات مدنظر رکھے جاتے تھے۔ کیا آپ دیگر مصلحین اور قوم پرستوں کے بارے میں غور کر سکتے ہیں جو اس طرح کی کوششیں کر رہے تھے؟

ہندوستان کی آزادی سے بہت پہلے ان میں بہت سے امور پر غور کیا جا چکا تھا۔ جب ہندوستان برطانوی استعماریت سے اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا تب بھی ہندوستانی جمہوریت کے خاکے کے بارے میں ایک تصور سامنے آیا تھا۔ 1928 میں موتی لعل نہرو اور 8 دوسرے کانگریسی رہنماؤں نے ہندوستانی آئین کے لیے ایک مسودہ تیار کیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے 1931 کے کراچی کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی گئی تھی کہ آزاد ہندوستان کا آئین کیسا ہونا چاہیے۔ کراچی قرارداد میں ایک ایسی جمہوریت کا تصور ہے جس کا مطلب محض انتخاب کا رسمی انعقاد نہیں بلکہ ایک حقیقی جمہوری سماج قائم کرنے کے لیے ہندوستانی سماج کی ساخت پر نئے سرے سے بنیادی کام کرنا ہے۔

کراچی قرارداد میں جمہوریت کا وہ تصور صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے جو قوم پرست تحریک کا مقصد تھا۔ اس میں ان قدروں کا ذکر کیا گیا ہے جنھیں آگے چل کر ہندوستانی آئین میں پورا اظہار ملا۔ آپ غور کریں کہ کس طرح ہندوستانی آئین کی تمہید میں صرف

سیاسی انصاف ہی نہیں بلکہ سماجی ومعاشی انصاف کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی۔ آپ اسی طرح غور کریں گے کہ مساوات محض سیاسی حقوق کے بارے میں نہیں بلکہ حیثیت اور مواقع کے بارے میں ہے۔

باکس 3.3

ضمیمہ 6

سوراج میں کیا شامل ہوا

کراچی کانگریس قرارداد، 1931

کانگریس نے سوراج کا جیسا تصور قائم کیا ہے اس میں عوام کی معاشی آزادی بھی شامل ہونی چاہیے۔ کانگریس نے یہ اعلان کیا کہ کوئی بھی آئین اسی وقت قابل قبول ہوگا جب وہ سوراج حکومت کو درج ذیل فراہم کرنے کے قابل بنائے:

1۔ اظہار رائے، انجمن اور اجلاس کی آزادی۔
2۔ مذہبی آزادی۔
3۔ ثقافت اور زبانوں کا تحفظ۔
4۔ قانون کی نظر میں سبھی شہریوں کا مساوی ہونا۔
5۔ مذہب، ذات یا جنس کی بنیاد پر روزگار، محنت یا تجارت وکاروبار میں عدم اہلیت کا نا قابل قبول ہونا۔
6۔ عوامی کنوؤں، اسکولوں وغیرہ کے سلسلے میں سبھی کے لیے یکساں حقوق وفرائض۔
7۔ قوانین وضوابط کے لحاظ سے سبھی کو ہتھیار رکھنے کا حق۔
8۔ جائیداد یا آزادی سے کسی فرد کا محروم نہ ہونا سوائے اس کے کہ وہ قانون کے مطابق ہو۔
9۔ مذہب کے بارے میں ریاست کی غیر جانب داری۔
10۔ بالغ حق رائے۔
11۔ ابتدائی تعلیم کا لازمی ہونا۔
12۔ کسی طرح کے خطاب کا نہ دیا جانا۔
13۔ موت کی سزا کا ختم کیا جانا
14۔ ہندوستان کے ہر شہری کے لیے نقل وحرکت کی آزادی اور ملک میں کہیں بھی رہائش اور جائیداد حاصل کرنے کا حق اور اسی بنا پر قانون کا تحفظ۔
15۔ کارخانہ مزدوروں کے لیے مناسب معیارِ زندگی، آجروں اور کام کرنے والوں کے درمیان تنازعہ کو حل کرنے کا مناسب نظام اور ضعیفی وبیماری وغیرہ سے تحفظ۔
16۔ بے گاری کی شرائط سے سبھی مزدوروں کو آزاد کرنا۔

© NCERT not to be republished

17۔ کام کرنے والی خواتین کا خصوصی تحفظ۔
18۔ کانوں اور کارخانوں میں بچوں کو ملازمت پر نہ رکھنا۔
19۔ کاشت کاروں اور کام کرنے والوں کو یونین بنانے کا حق۔
20۔ لگان اور تصرف املاک نیز کرایہ کے نظام میں اصلاح اور غیر پیداواری زمین کی لگان اور محاصل میں رعایت اور چھوٹے زمین مالکوں کے واجب الادا اور ادائیگیوں میں کمی۔
21۔ وراثت ٹیکس کا تدریجی پیمانے پر ہونا۔
22۔ فوجی اخراجات میں کم سے کم نصف کٹوتی۔
23۔ ریاست کے کسی بھی ملازم کو 500 روپے ماہانہ سے زیادہ ادائیگی نہ کرنا۔
24۔ نمک ٹیکس کا ختم کیا جانا۔
25۔ غیر ملکی کپڑوں کے مقابلے دیسی کپڑوں کا تحفظ۔
26۔ نشیلے مشروبات اور منشیات پر پوری طرح پابندی۔
27۔ کرنسی اور مبادلہ قومی مفاد میں ہو۔
28۔ کلیدی صنعتوں، خدمات اور ریلوے وغیرہ کو قومیانا۔
29۔ زرعی قرضوں سے راحت اور سودخوری پر کنٹرول۔
30۔ شہریوں کے لیے فوجی تربیت۔

ممبر شپ فارم پر کراچی قرارداد کا خلاصہ شائع کیا جائے گا۔

© NCERT not to be republished

باکس 3.4

ہندوستانی آئین کی تمہید

ہم ہندوستان کے عوام ہندوستان کو ایک مقتدر اعلیٰ، سوشلسٹ، سیکولر، جمہوری ری پبلک (عوامی حکومت) بنانے کا عہد کرتے ہیں اور اس کے سبھی شہریوں کو:
سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف:
خیالات، ایمان وعقیدہ اور عبادت کی آزادی:
حیثیت اور مواقع کی برابری:
اور ان سب میں فرد کے وقار اور ملک کے اتحاد اور سالمیت کو یقینی بناتے ہوئے اخوت کو فروغ دینے کے لیے اپنی اس آئین ساز اسمبلی میں آج مورخہ 26 نومبر 1949 کو بذریعہ ہذا اس آئین کو اپناتے نافذ کرتے اور خود کو سونپتے ہیں۔

باکس 3.3 اور 3.4 کے لیے مشق

کراچی قرار دار اور تمہید کو بغور پڑھیں اور ان میں موجود کلیدی تصورات کی شناخت کریں۔

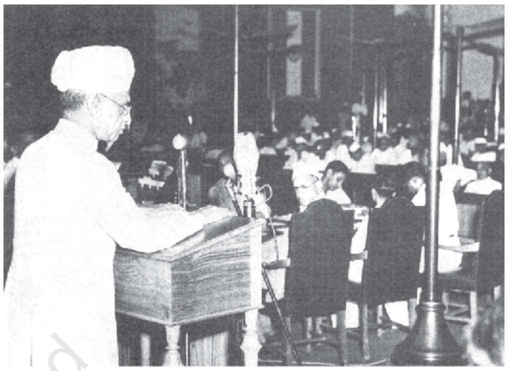

سروپلی رادھا کرشنن آئین ساز اسمبلی کو خطاب کرتے ہوئے

جمہوریت کئی سطحوں پر کام کرتی ہے اس باب کی شروعات ہم ہندوستانی آئین کے تصور کے ساتھ کریں گے جو ہندوستان کی جمہوریت کا بنیادی ستون ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ آئین ساز اسمبلی میں آئین کی تشکیل عمیق اور کھلے بحث ومباحثے کے نتیجے کے طور پر عمل میں آئی۔ اس طرح اس کا تصوراتی یا نظریاتی مواد اور طریقہ عمل جس کے ذریعہ اس کی تشکیل ہوئی پوری طرح جمہوری تھا۔ اگلے سیکشن میں ان میں سے کچھ مباحثوں پر مختصر نظر ڈالیں گے۔

آئین ساز اسمبلی کے مباحثے: ایک تاریخ (CONSTITUENT ASSEMBLY DEBATES: A HISTORY)

1939 میں 'ہری جن' نام کی ایک میگزین میں گاندھی جی نے ایک مضمون 'The only way' میں لکھا تھا ''......آئین ساز اسمبلی اکیلے ہی ملک کے لیے ایک ملکی وحقیقی اور پوری طرح عوام کی خواہشات کی نمائندگی کرنے والے آئین کی تشکیل کرسکتی ہے جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بغیر کسی امتیاز وتفریق کے بالغ رائے دہی پر مبنی ہو۔ 1939 میں آئین ساز اسمبلی کا عوامی مطالبہ سامنے آیا تھا جو کافی نشیب وفراز کے بعد برطانوی سامراج نے 1945 میں قبول کرلیا تھا۔ جولائی 1946 میں انتخابات ہوئے۔ اگست 1946 میں انڈین نیشنل کانگریس کی ماہرین کی کمیٹی نے آئین ساز اسمبلی میں ایک قرار داد پیش کی۔ جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ ہندوستان ایک عوامی جمہوری ملک ہوگا جہاں سبھی کے لیے سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف کی ضمانت ہوگی۔

سماجی انصاف کے مسئلے پر ایک زبردست بحث چلی کہ کیا حکومتی عمل مجوزہ ہوں گے اور ریاست انھیں لازماً نافذ کرے گی۔ جو مباحثے ہوئے ان میں روزگار کا حق، سماجی تحفظ اور زمینی اصلاحات سے لے کر جائیداد کے حقوق، پنچایتوں کی تنظیم تک کے موضوعات شامل ہیں۔ یہاں مباحثوں کے چند مختصر اقتباس دیئے گئے ہیں۔

باکس 3.5

بحث کے اقتباسات

- کے۔ ٹی۔ شاہ کا کہنا تھا کہ مفید روزگار کے حق کو ریاست کی طرف سے زمرہ بند ذمہ داریوں کے ذریعہ حقیقی بنایا جانا چاہیے تاکہ ہر شہری جو اہل اور مجاز ہو، اسے مفید کام فراہم کیا جاسکے۔

© NCERT not to be republished

- بی۔داس نے حکومت کے کاموں کو قانونی دائرۂ اختیار اور قانونی دائرۂ اختیار کے باہر درجہ بند کرنے کی مخالفت کی ’’میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ فاقہ کشی کو ختم کرے،سبھی شہریوں کو سماجی انصاف مہیا کرائے اور سماجی تحفظ کو یقینی بنائے......لاکھوں لوگوں کی اکثریت کو مرکزی آئین میں کوئی امید نظر نہیں آتی...... جو بھوک سے نجات کو یقینی بنائے،سماجی انصاف کو تحفظ دے،ایک کم سے کم معیار زندگی اور عوامی صحت کے کم سے کم معیار کو یقینی بنائے۔
- امبیڈکر کا جواب اس طرح تھا:’’آئین کا مسودہ اس طرح وضع کیا گیا ہے کہ وہ ملک کی حکومت کے لیے صرف ایک مشینری فراہم کرتا ہے۔ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے کہ کوئی ایک مخصوص پارٹی اقتدار میں آئے جیسا کہ بعض ممالک میں ہوتا ہے۔اگر نظام جمہوریت کی آزمائش پر کھرا اترتا ہے تو یہ عوام کے ذریعہ متعین کیا جانا چاہیے کہ کسے اقتدار ملنا ہے،لیکن جس کے ہاتھ میں اقتدار رہے وہ اپنی من مانی کرنے کے لیے آزاد نہیں ہے۔اسے رہنما اصول کہی جانے والی ہدایات کا احترام کرنا ہوگا۔انھیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، لیکن ان کی خلاف ورزی پر عدالت میں جواب دہ نہیں ہوگا۔انتخاب کے وقت یقیناً حلقۂ انتخاب کنندگان کے سامنے اسے جواب دینا پڑے گا۔رہنما اصول جن عظیم قدروں پر مشتمل ہیں انھیں اسی وقت بہتر طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے جب اقتدار حاصل کرنے کے لیے صحیح منصوبے کو نافذ کیا جائے۔‘‘
- ’’زمینی اصلاح کے بارے میں نہرو کا کہنا تھا کہ سماجی قوتیں اس طرح کی ہیں کہ قانون اس سلسلے میں کچھ نہیں کرسکتا جو ان دونوں کے درمیان حرکیات کا ایک دلچسپ انعکاس ہے۔‘‘ اگر قانون اور پارلیمنٹ خود کو بدلتی تصویر کے موافق نہیں کرتے تو یہ صورت حال پر قابو نہیں کر پائیں گے۔
- آئین ساز اسمبلی کی بحث کے دوران قبائلی لوگوں کے تحفظ اور ان کے مفادات کے معاملے میں جے پال سنگھ جیسے رہنماؤں کو نہرو کے ذریعہ یہ یقین دلایا گیا۔’’یہ ہمارا ارادہ ہے اور یقینی خواہش ہے کہ جہاں تک ہوسکے ان کی مدد کی جائے؛ جہاں تک ہوسکے مؤثر طور پر غاصب پڑوسیوں سے تحفظ فراہم کیا جائے اور ان کی ترقی کی راہ ہموار کی جائے۔‘‘
- آئین ساز اسمبلی کے ذریعہ ایسے حقوق کو جنھیں عدالت کے ذریعہ نافذ نہیں کیا جاسکتا انھیں ریاستی پالیسی کے رہنما اصول کے عنوان سے اپنایا گیا،اتفاق رائے سے اضافی اصولوں کو بھی شامل کیا گیا۔ان میں کے سنتھانم کی وہ شق بھی شامل کی گئیں جن کے مطابق ریاست کو دیہی پنچایتوں کو منظّم کرنا چاہیے اور مقامی خود مختار حکومت کی مؤثر اکائیوں کو اختیار دیا جانا چاہیے۔
- ٹی۔اے۔رام سنگم چٹیار نے دیہی علاقوں میں کوآپریٹو خطوط پر گھریلو صنعتوں کی ترقی سے متعلق شق کو بھی شامل کیا۔تجربہ کار رکن پارلیمنٹ ٹھاکر داس بھارگو نے یہ جملہ بھی جوڑا کہ ریاست کو زراعت اور مویشی پالن کو جدید خطوط پر منظّم کرنا چاہیے۔

© NCERT not to be republished

باکس 3.5 کے لیے مشق

آئین ساز اسمبلی کے درج بالا اقتباسات کو بغور پڑھیے اور مباحثہ کیجیے کہ کس طرح مختلف مقاصد پر بحث ہوئی۔ان کی یہ امور آج کیا معنویت ہے؟

مسابقتی مفادات: آئین اور سماجی تبدیلی (COMPETING INTERESTS: THE CONSTITUTION AND SOCIAL CHANGE)

ہندوستان کا وجود بہت سی سطحوں پر قائم ہے۔ قبائلی ثقافت کے امتیازی دھارے کے ساتھ آبادی کی کثیر مذہبی اور کثیر ثقافتی ترکیب اس تکثیری کردار کا ایک پہلو ہے۔ کئی سطحوں پر ہندوستانی لوگوں کی درجہ بندی کرتی ہیں۔ شہری اور دیہی تقسیم، امیر و غریب کی تقسیم، خواندہ و ناخواندہ کی تقسیم پر مبنی ثقافت، مذہب اور ذات کے اثرات بھی الگ الگ نوعیت کے ہیں۔ دیہی غریبوں میں کئی ایسے گروہ اور ذیلی گروہ ہیں جو گہرائی سے ذات اور غریبی کی بنیاد پر طبقہ بندی کرتے ہیں۔ شہروں کے کام کرنے والے طبقے بھی وسیع پیمانے پر منقسم ہیں۔ یہی نہیں منظّم گھریلو کاروباری طبقے کے ساتھ ساتھ پیشہ ور اور کمرشیل طبقے کا بھی وجود ہے۔ شہری پیشہ ور طبقہ بھی اپنی باتیں پرزور طریقے سے پیش کرتا ہے۔ ہندوستانی سماجی وسائل اور ریاست کے وسائل پر کنٹرول کے لیے ہنگامی مسابقتی مفادات عمل کرتے ہیں۔

تاہم آئین میں چند بنیادی مقاصد شامل کیے گئے ہیں جو عام طور پر ہندوستانی سیاسی دنیا میں منصفانہ مان کر اتفاق رائے سے تسلیم کیے گئے ہیں۔ یہ مقاصد غریبوں اور حاشیے پر کیے گئے لوگوں کو تفویض اختیار، انسداد غربت ذات پات کے خاتمے اور سبھی گروپوں کے تئیں یکساں برتاؤ کے مثبت اقدامات ہیں۔

مسابقتی مفادات کسی واضح طبقاتی تقسیم کو ہمیشہ منعکس نہیں کرتے۔ کسی کارخانے کو بند کروانے کا مسئلہ لیجیے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس سے زہریلا کوڑا کرکٹ خارج ہوتا ہے اور آس پاس کے لوگوں کی صحت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ زندگی کا معاملہ ہے جس کا آئین تحفظ کرتا ہے۔ اگلے صفحے پر یہ دکھایا گیا ہے کہ بہت سی چیزوں کو بند کرنے سے لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔ ذریعہ معاش بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جو زندگی کے مسئلے سے جڑا ہوا ہے، اس کا بھی آئین تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ دلچسپ ہے کہ آئین سازی کے وقت ہماری آئین ساز اسمبلی اس کی پیچیدگی اور تکثیریت سے پوری طرح آگاہ تھی لیکن سماجی انصاف کو یقینی بنانے کی اس نے ضمانت دی۔

مفادات کی لڑائی

Protest against inclusion of creamy layer of OBC in the Bill

Staff Reporter

NEW DELHI: The Bharatiya Sarvodaya Party organised a rally at Ramlila Grounds here on Sunday to protest against the inclusion of creamy layer of Other Backward Classes (OBC) in the Central Educational Institution (Reservations in Admission) Bill, 2006, that was recently passed by Parliament.

The party hit out at all the major political parties for

It has acquired a near-mystical halo as if it were some innate, indefinable, subtle quality uniquely possessed by a few geniuses, gifted in universal, perfect and unchangeable ways – virtual Supermen and women.

If the elite's "merit" is "established" through open competitive examinations, it becomes indisputable. Once you have such "merit", you have access to everything – a seat in a prestigious college, a professional course, a bright career, the upper segment of the marriage market, to "progress".

A SPECIOUS NOTION

This notion of "merit" is specious, indeed obnoxious. "Merit" makes little sense in a society based on the inheritance of private property, and privilege related to birth. Logically, merit is at best a measure of an individual's movement from a given starting-point to an end-point *within* a definite trajectory.

Ban on child labour welcome, but these kids have a question

Rati Chaudhary | TNN

Photos: Sanjay Sekhri

The Hindu Dec. 26, 2006

"Satyagrah" in support of tribals

Staff Reporter

A memorandum containing the demands sent to the President

NEW DELHI: A daylong "satyagrah" was observed at Raj Ghat on Sunday by activists of the Delhi unit of the Samajvadi Jan Parishad and the Vidyarthi Yuvjan Sabha in support of the tribals in Madhya Pradesh fighting against Hoshangabad district being placed under the Wildlife Conservation Act.

Under the Act, fishing, harvesting, grazing cattle or collecting forest products have been banned in this area. This move, Adivasis claim, will displace them and deny them any livelihood. Addressing the gathering, Guliabai from Hoshangabad asserted that the peaceful protest would continue till the Wildlife Conservation Act was revoked. She also stated that thousands of tribals and their supporters would assemble at the Tawa Dam on January 2 to voice their determination to continue the struggle.

A memorandum containing the demands of the tribals was sent to President A.P.J. Abdul Kalam.

DELHI

THE HINDU • SUNDAY, DECEMBER 24, 2006

Madhya Pradesh tribals protest against Wildlife Protection Act

Dharna in front of Chief Minister's residence

Staff Correspondent

BHOPAL: A large number of tribals from the Bori-Satpura region of Madhya Pradesh took out a procession and sat on a dharna in front of Chief Minister Shivraj Singh Chauhan's residence here on Saturday protesting against "injustice" because of the Wildlife Protection Act.

The ... Sunil Bhai, who was leading the dharna, told The Hindu ... the tribals' satyagraha

A WEEKLY COMPLIMENTARY TO THE READERS OF THE TIMES OF INDIA

...bandh by traders had a thunderous ... Traders warn that if there is no sealing monster they would go on an ... as they have nothing to lose

...heckmate?

'Even the opposition ...'

'The government is misleading us.'

'We're facing a loss worth thousands daily. Our fight will go on.'

'We were promised relief and were told there would be an all party meet but nothing happened.'

'... can introduce an ordinance in Schedule 9 and stop sealing but ...'

NATION on Sa...

Green light for 4... more SEZ prop...

K.A. Badarinath
New Delhi, October 27

THE GOVERNMENT on Friday approved 44 fresh proposals to set up Special Eco...

16,000 crore investm... crore multi-services ... hectares in Haryana ... proposal to set up a ... an investment of Rs ...

آئینی اصول اور سماجی انصاف: سماجی انصاف کے امداد کی توضیح (CONSTITUTIONAL NORMS AND SOCIAL JUSTICE: INTERPRETATION TO AID SOCIAL JUSTICE)

سماجی انصاف سے متعلق قانون اور انصاف کے درمیان فرق کو سمجھنا مفید ہے۔ قانون کا اصل جوہر اس کی نافذ کرنے کی قوت ہے۔ قانون اس لیے قانون ہے کیونکہ اس میں جبریہ یا طاقت کے ذریعہ اطاعت کرائی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے ریاست کی قوت ہوتی ہے۔ انصاف کا اصل حق غیر جانب داری ہے۔ کوئی بھی قانونی نظام ذمہ داروں کی درجہ واری کے ذریعہ عمل کرتا ہے۔ وہ بنیادی معیار جن سے دیگر اصول اور ذمہ داران روبہ عمل ہوتے ہیں، آئین کہلاتا ہے۔ یہ ایک دستاویز ہے جو ملک کے اصولوں کی تشکیل کرتا ہے۔ ہندوستانی آئین ہندوستان کا بنیادی معیار اصول ہے۔ دیگر سبھی قوانین آئین کے ذریعہ طے کیے گئے طریقۂ عمل کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ ان قوانین کو ذمہ داروں کے ذریعہ بنایا اور نافذ کیا جاتا ہے جن کی آئین کے ذریعہ صراحت کی گئی ہے۔ عدالتوں کے سلسلہ مدارج (جو خود آئین کے ذریعہ مقرر کیے گئے یہ ذمہ داران یہ ہیں) میں جب کوئی تنازع پیدا ہوا ہے تو قوانین ان کی توضیح کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ سب سے بڑی عدالت ہے اور آئین کی آخری شارح ہے۔

سپریم کورٹ نے کئی شکلوں میں آئین میں بنیادی حقوق کے مفہوم میں وسعت پیدا کی ہے۔ درج ذیل باکس میں چند مثالوں کو واضح کیا گیا ہے۔

باکس 3.6

- ایک بنیادی حق میں وہ سب شامل ہے جو اس کے لیے ضمنی ہے۔ آرٹیکل 21 میں زندگی اور آزادی کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے جس کی تشریح میں وہ سبھی شامل ہے جو معیار زندگی کے لیے مطلوب ہیں۔ اس میں ذریعہ معاش، صحت، رہائش، تعلیم اور وقار سبھی کو شامل کیا گیا ہے۔ مختلف رائے یا فیصلوں میں زندگی کی مختلف صفات کو وسعت دی گئی ہے اور اسے محض جبلی حیوانات کے وجود کی بہ نسبت زیادہ بہتر مفہوم میں واضح کیا گیا ہے۔ یہ ان تشریحات کو ان قیدیوں کو راحت پہنچانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جن میں انھیں اذیت اور محرومیوں کا شکار بنایا جاتا ہے، بندھوا مزدوروں کو چھڑانے، بازآبادکاری، ماحولیاتی تنزلی سے متعلق سرگرمیوں کے خلاف راحت پہنچانے، بنیادی صحت سے متعلق دیکھ بھال اور ابتدائی تعلیم فراہم کرنے میں بھی انھیں استعمال کیا جاتا ہے۔
  1993 میں سپریم کورٹ نے اطلاع کے حق کو آرٹیکل 19(1)(a) کے تحت اظہار کی آزادی کے حق کا حصہ اور ضمنی بتایا۔
- بنیادی حقوق کے ضمن میں رہنما اصولوں کو پیش کرنا۔ سپریم کورٹ نے یکساں کام کے لیے یکساں تنخواہ (equal pay for equal work)، کے رہنما اصول کو آرٹیکل 14 کے مساوات کے بنیادی حقوق کے تحت مانا اور بہت سے باغات میں کام کرنے والوں، زرعی مزدوروں اور دوسروں کو راحت پہنچائی۔

سماجی انصاف کے لیے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں اس کے لیے آئین محض حوالے کی کتاب نہیں ہے بلکہ سماجی انصاف کے معنی کو وسعت دینے کی بھی قوت اس میں موجود ہے۔ سماجی انصاف سے متعلق موجودہ فہم کو ذہن میں رکھتے ہوئے حقوق اور اصولوں کی تشریح میں سماجی تحریکوں کے ذریعہ بھی عدالتوں اور دوسرے ذمہ داروں کو مدد ملی ہے۔ قانون اور عدالتیں ایسے مقامات ہیں جہاں مسابقتی خیالات پر بحث کی جاتی ہے۔ آئین اب بھی وہ ذریعہ ہے جو سماجی بہبود کے تئیں سیاسی اقتدار کی رہبری کرتا ہے اور انھیں روشن خیال بناتا ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ آئین میں لوگوں کی مدد کرنے کی اہلیت موجود ہے کیونکہ یہ سماجی انصاف کے بنیادی معیارات پر مبنی

© NCERT not to be republished

ہے۔مثلاً کے سنتھانم نے آئین ساز اسمبلی میں دیہی پنچایتوں سے متعلق رہنما اصول میں ترمیم کی تجویز پیش کی تھی۔چالیس سال کے بعد 1992 میں 73 ویں ترمیم کے بعد یہ آئینی ضرورت بن گئی۔اگلے سیکشن میں آپ اس کے بارے میں پڑھیں گے۔

3.2 پنچایتی راج اور دیہی سماجی تبدیلی کے چیلنج
(THE PANCHAYATI RAJ AND THE CHALLENGES OF RURAL SOCIAL TRANSFORMATION)

پنچایتی راج کے نصب العین (IDEALS OF PANCHAYATI RAJ)

پنچایتی راج کا لفظی ترجمہ ''پانچ افراد کے ذریعہ حکمرانی'' ہوتا ہے۔اس کا مطلب گاؤں اور دیگر زمینی سطح پر عمل اور نچلی جمہوریت کو یقینی بنانا ہے۔ہمارے ملک میں زمینی سطح کا تصور کہیں باہر سے نہیں لیا گیا ہے لیکن ایک ایسے سماج میں جہاں عدم مساوات میں اتنی شدت ہے جمہوری شرکت میں جنس، ذات اور طبقے کی بنیاد پر رکاوٹ ڈالی جاتی ہے۔مزید برآں، جیسا کہ آپ اس باب میں اخباروں کی رپورٹوں میں آگے دیکھیں گے کہ روایتی طور پر گاؤں میں ذات پر مبنی پنچایتیں رہی ہیں لیکن ان کی نمائندگی عام طور پر غالب گروہوں کے ذریعہ کی جاتی رہی ہے۔مزید یہ کہ اکثر ان کے نظریے قدامت پسند رہے ہیں اور یہ ہمیشہ جمہوری معیاروں اور طریقوں کے خلاف فیصلے لیتے رہے ہیں۔

جب آئین کا مسودہ تیار کیا جا رہا تھا تو اس میں پنچایتوں کا ذکر نہیں کیا جا سکا تھا۔جہاں پر کئی ممبروں نے اس مسئلے پر غصے اور مایوسی کا اظہار کیا تھا۔اسی موقع پر اپنے دیہی تجربے کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر نے دلیل دی کہ مقامی شرفا اور اونچی ذات کے لوگوں نے سماج میں اتنی مضبوطی سے اپنے قدم جما رکھے ہیں کہ مقامی خود اختیار حکومت کا صرف یہی مطلب ہوگا کہ ہندوستانی سماج کے دبے کچلے لوگوں کا مستقل استحصال کیا جائے۔اونچی ذات کے لوگ بلاشبہ مزید آبادی کے اس حصے کو خاموش کر دیں گے۔مقامی حکومت کا تصور گاندھی جی کو بھی عزیز تھا۔وہ ہر ایک گاؤں کو ایک خود کفیل اکائی کے طور پر مانتے تھے جو اپنے معاملات کو خود دیکھے۔گرام سوراج کو وہ ایک نمونہ مانتے تھے جو آزادی کے بعد بھی جاری رہنا چاہیے تھا۔

باکس 3.7

پنچایت راج ادارے کا سہ سطحی نظام

- اس کی ساخت ایک اہرام کی طرح ہے۔ساخت کی بنیاد پر جمہوریت کی اکائی کی شکل میں گرام سبھا واقع ہوتی ہے۔اس میں گاؤں یا گرام کے شہریوں کی شمولیت ہوتی ہے۔یہی وہ عام سبھا ہے جو مقامی حکومت کا انتخاب کرتی ہے اور چند مخصوص ذمہ داریوں کو اسے سونپتی ہے۔گرام سبھا مباحثوں اور دیہی سطح پر ترقیاتی سرگرمیوں کے لیے ایک فورم فراہم کرتی ہے اور فیصلہ سازی میں کمزور طبقات کی شمولیت کو یقینی بنانے میں ایک اہم کردار نبھاتی ہے۔
- آئین کی 73 ویں ترمیم کے ذریعہ بیس لاکھ سے زیادہ آبادی والی سبھی ریاستوں میں پنچایتی راج کا سہ سطحی نظام فراہم کیا گیا ہے۔
- یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ان اداروں کے انتخاب ہر پانچ سال میں منعقد کیے جائیں۔
- اس میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لیے محفوظ نشستوں اور 33 فی صد سیٹوں کو خواتین کے لیے محفوظ کیا گیا ہے۔
- اس میں پورے ضلع کے لیے مسودے تیار کرنے اور منصوبوں کو فروغ دینے کے لیے ضلع منصوبہ بندی کمیٹی کی تشکیل کا اہتمام کیا گیا ہے۔

بہر حال پہلی بار 1992 میں 73 ویں آئینی ترمیم کے ذریعہ بنیادی اور زمینی سطح پر جمہوریت یا لامرکزی حکمرانی

© NCERT not to be republished

کا تعارف کرایا گیا۔اس ایکٹ کے ذریعہ پنچایتی راج اداروں کو آئینی حیثیت فراہم کی گئی۔اب یہ لازمی ہوگیا کہ مقامی خوداختیار حکومت کے ممبر گاؤں اور میونسپل علاقوں میں ہر پانچ سال پر منتخب کیے جائیں۔اس سے بھی اہم یہ ہے کہ مقامی وسائل پر اب منتخب ہوئے مقامی اداروں کا اختیار ہو۔

آئین میں 73ویں اور 74ویں ترمیم کے ذریعہ دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں مقامی اداروں کے سبھی منتخبہ عہدوں میں خواتین کے لیے کل سیٹوں کے ایک تہائی کے ریزرویشن کو یقینی بنایا گیا۔ان میں سے 17 فی صد سیٹیں درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لیے مختص ہیں۔ یہ ترمیم اس لیے اہم ہے کیونکہ اس کے تحت پہلی بار منتخب اداروں میں عورتوں کو شامل کیا گیا جس سے انھیں فیصلہ سازی کے اختیارات بھی ملے۔مقامی اداروں، دیہی پنچایتوں، میونسپلٹیوں، شہری کارپوریشنوں اور ضلعی بورڈوں میں ایک تہائی نشستیں عورتوں کے لیے محفوظ کرتے پر 73ویں ترمیم کے فوری بعد 94–1993 کے انتخابات میں 8,00,000 عورتیں انتخابی عمل میں شامل ہوئیں۔درحقیقت عورتوں کو حق رائے دہی دینے والا یہ ایک بہت بڑا اقدم تھا۔مقامی خوداختیار حکومت کے لیے مجوزہ آئینی ترمیم کے تحت سہ سطحی نظام (آخری صفحے پر باکس 3.7 پڑھیں) 93–1992 پورے ملک میں نافذ کیا گیا۔

ایک خاتون پنچ اپنے انعام کے ساتھ

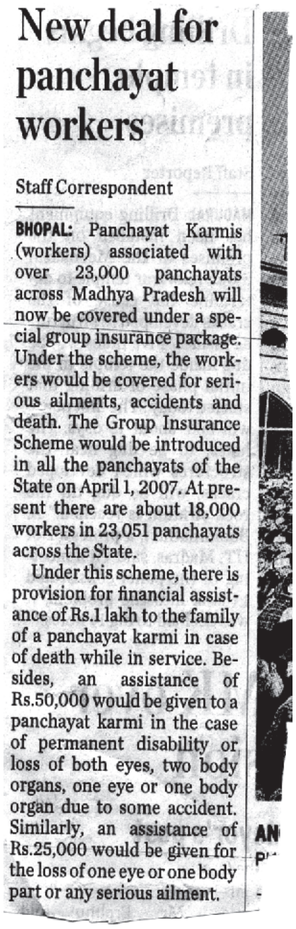

New deal for panchayat workers

Staff Correspondent

BHOPAL: Panchayat Karmis (workers) associated with over 23,000 panchayats across Madhya Pradesh will now be covered under a special group insurance package. Under the scheme, the workers would be covered for serious ailments, accidents and death. The Group Insurance Scheme would be introduced in all the panchayats of the State on April 1, 2007. At present there are about 18,000 workers in 23,051 panchayats across the State.

Under this scheme, there is provision for financial assistance of Rs.1 lakh to the family of a panchayat karmi in case of death while in service. Besides, an assistance of Rs.50,000 would be given to a panchayat karmi in the case of permanent disability or loss of both eyes, two body organs, one eye or one body organ due to some accident. Similarly, an assistance of Rs.25,000 would be given for the loss of one eye or one body part or any serious ailment.

پنچایتوں کے اختیارات اور ذمہ داریاں (POWERS AND RESPONSIBILITIES OF PANCHAYATS)

آئین کے مطابق پنچایتوں کو خوداختیار حکومت کے اداروں کے طور پر عمل کرنے کے لیے اقتدار اور اختیار دیے جانے چاہئیں۔اس طرح سبھی ریاستی حکومتوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مقامی نمائندہ اداروں کو تقویت فراہم کریں۔

درج ذیل اختیارات اور ذمہ داریاں پنچایتوں کو تفویض کی گئی ہیں:

- معاشی ترقی کے لیے منصوبے اور اسکیمیں تیار کرنا۔
- ایسی اسکیموں کو فروغ دینا جن سے سماجی انصاف کو فروغ ہو۔
- ٹیکسوں، محصولات، چنگیوں اور فیس کو اکٹھا کرنا
- ان کا تصرف مقامی ذمہ داروں یا حکام کو ذمہ داریوں خاص طور پر مالیات سے متعلق اختیارات کی منتقلی میں مدد

پنچایتوں کے ذریعہ کیے جانے والے سماجی بہبود کے کاموں میں شمشانوں اور قبرستانوں کا رکھ رکھاؤ، پیدائش اور اموات کی شماریات کو درج کرنا، بہبود۔اطفال اور زچگی

© NCERT not to be republished

Panchayati Raj Ministry prepares software to aid transfer of funds

Special Correspondent

NEW DELHI: The Union Panchayati Raj Ministry has prepared a software to maintain databases of bank accounts of all Panchayati Raj Institutions (PRIs) to facilitate the transfer of funds through banking channels, preferably electronically.

Once the data is entered, money can be transferred directly to the 2,40,000 PRIs from the State's Consolidate Fund.

Karnataka has already implemented this system, using the fast expanding electronic network of banks to transfer funds from the State treasury to individual panchayats.

Here, the State Government sends 12th Finance Commission funds and its own untied statutory grant to all panchayats directly from the State Department of Panchayati Raj through banks without any intermediary. The arrangement involves six nationalised and 12 gramin banks, in which all 5,800 panchayats at all levels hold accounts.

This has reduced the time taken for funds to reach each panchayat from two months to 12 days.

The Ministry of Finance has indicated its willingness to work with the Panchayati Raj Ministry towards developing a consensus on adoption of this tool kit, across Central ministries and State Governments.

The 12th Finance Commission has recommend that a sum of Rs. 20,000 be made available as grants to the State Governments between 2005-2010 to augment the Consolidated Fund at State level to facilitate the supplementing of the financial resources placed at the disposal of the panchayats.

The Union Finance Ministry has also mandated that these funds must invariably be transferred to panchayats within 15 days of their being credited to State Consolidated Fund.

The Finance Ministry guidelines also make it clear that grants will not be released to a State where elections to the panchayats have not been held, each State Finance Secretary would be required to provide a certificate within 15 days of the release of each instalment by the Government certifying the dates and amounts of local grants received by the State from the Government, and the dates and amounts of grants released by the State to the PRIs.

In the case of delayed transfer to the PRIs from the State, an amount of interest at the rate equal to the Reserve Bank of India rate has to be additionally paid by the State to the PRIs, for the period of delay.

مراکز کا قیام، مویشیوں کے تالاب پر کنٹرول، فیملی پلاننگ کی اشاعت اورزرعی سرگرمیوں کا فروغ شامل ہے۔ترقیاتی سرگرمیوں میں سڑکوں، عوامی عمارتوں، کنوؤں، تالابوں اوراسکولوں کی تعمیر بھی شامل ہے۔چھوٹی گھریلوصنعتوں کی حوصلہ افزائی، چھوٹی آب پاشی اسکیموں کا مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام (Integrated Rural Development Programme)(IRDP) اورمربوط ترقیاتی اسکیم برائے اطفال (Integrated Child Development Scheme)(ICDS) جیسی بہت سی حکومتی اسکیموں کی نگرانی پنچایت کے ممبروں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

جائیداد، پیشہ، جانور، گاڑیوں، زمین پر لگائے جانے والے محصول اورکرایوں وغیرہ سے پنچایتوں کی خاص آمدنی ہوتی ہے۔ضلع پنچایت کے ذریعہ حاصل کی گئی عطیات کے ذریعہ وسائل میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔پنچایت دفتروں کے لیے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے دفتروں کے باہر بورڈ لگائیں، فنڈوں کی تقسیم سے حاصل کردہ امداد سے استفادہ کی فہرست بنائیں۔ زمینی سطح پر لوگوں (جن میں معلومات حاصل کرنے کا حق ہے) ان کی نظروں کے سامنے ساری باتیں موجود ہوں۔لوگوں کورقم کی تخصیص کی چھان بین کا حق ہے۔ساتھ ہی وہ یہ بھی دریافت کرسکتے ہیں کہ گاؤں کے بہبوداورترقی کے لیے کیا فیصلے لیے گئے ہیں۔

بعض ریاستوں میں نیائے پنچایتوں کی تشکیل کی گئی ہے۔ جہاں چند چھوٹے، سول (دیوانی) اورمجرمانہ معاملوں کی سماعت ان کے دائرۂ اختیار میں ہوتی ہے۔وہ جرمانہ تولگا سکتی ہیں لیکن کوئی سزانہیں دے سکتیں۔یہ دیہی عدالتیں اکثر کچھ مقابل یا حریف فریقوں کے درمیان معاہدہ کرانے میں کامیاب ہوتی ہیں۔خاص طور پر یہ اس وقت سزا دینے میں مؤثر ہوتی ہیں جب کوئی مردعورت کوجہیز کے لیے ستاتا ہے یا ان کے خلاف پرتشدد کارروائی کرتا ہے۔

قبائلی علاقوں میں پنچایت راج (PANCHAYATI RAJ IN TRIBAL AREAS)

باکس 3.8

دلت ذات کی کلاوتی الکشن لڑنے کے بارے میں فکرمند تھی۔پنچایت ممبر بننے کے بعد وہ محسوس کررہی ہے کہ اس کے اعتماد اورخود پسندی میں اضافہ ہوا ہے۔زیادہ اہم یہ کہ اب اس کا اپنا ایک نام ہے۔پنچایت ممبر بننے سے پہلے وہ 'راموکی ماں' یا 'ہیرالعل' کی بیوی' کے نام سے جانی جاتی تھی۔اگر وہ گرام پردھان کے عہدے کا انتخاب ہارگئی تو اسے محسوس ہوگا کہ اس کی سہیلیوں کی ناک کٹ گئی۔

(ماخذ: 'مہیلا سماکھیا' نام کی ایک غیرسرکاری تنظیم کے ذریعہ درج کیا گیا جو دیہی عورتوں کے تفویض اختیار کے لیے کام کرتی ہے۔)

© NCERT not to be republished

باکس 3.9

بن پنچایتیں

اتراکھنڈمیں زیادہ ترعورتیں کام کرتی ھیں کیونکہ مرد عام طورپر دفاعی خدمات کے لیے دورتعینات ھوتے ھیں۔ زیادہ ترگاؤں والے اب بھی کھانابنانے کے لیے لکڑیوں کااستعمال کرتے ھیں۔ جیساکہ آپ جانتے ھی ھوں گے کہ جنگلوں کاکٹاؤ پھاڑی خطوں کے لیے ایك بڑا مسئلہ ھے۔عورتیں کبھی کبھی لکڑیاں چننے اوراپنے جانوروں کاچاراا کٹھاکرنے کے لیے کئی میل پیدل چلتی ھیں۔ اس مسئلے پر قابوپانے کے لیے عورتوں نے بن پنچایتوں کی تشکیل کی جن کی ممبرنرسریوں کو فروغ دیا ھے اورپھاڑی ڈھلانوں پر پودکاری کے لیے نئے پیڑوں کی دیکھ بھال کرتی ھیں۔یہ ممبران آس پاس کے جنگلوں کی نگھبانی بھی کرتی ھیں تاکہ وہ پیڑوں کی غیرقانونی کٹائی پر نظررکھ سکیں۔'چپکوتحریك' جس میں کہ پیڑوں کو کٹنے سے بچانے کے لیے پیڑوں سے چپکاجاتا ھے اسی علاقے میں شروع کی گئی تھی۔

باکس 3.10

ناخواندہ عورتوں کے لیے پنچایتی راج کی تربیت

یہ پنچایتی راج نظام کی قوت کی ترسیل کا ایک اختراعی طریقہ ہے۔ سکھی پور اور دکھی پور نام کے دو گاؤں کی کہانی کپڑے کی 'پھڑ' (کہانی کہنے کا ایک روایتی عوامی ذریعہ) کے ذریعہ پیش کی گئی۔ دکھی پور گاؤں میں وصلا نامی ایک بدعنوان پردھان تھی جس نے گاؤں میں اسکول بنوانے کے لیے ایک پنچایت سے رقم وصول کی تھی لیکن اس نے اس کا استعمال اپنی ذات اور اہل خانہ کے لیے ایک مکان کی تعمیر کی خاطر کیا۔ گاؤں کا باقی حصہ غریب تھا۔ دوسری طرف سکھی پور گاؤں کے لیے بہتر بنیادی سہولیات کو فروغ دینے میں دیہی ترقی کی رقم خرچ کی۔ اس گاؤں میں ابتدائی صحت کی دیکھ بھال کا مرکز ہے، اچھی سڑکیں اور پکی عمارتیں ہیں۔ اچھی سڑکوں کے سبب بسیں گاؤں میں پہنچ سکتی ہیں۔ لوک موسیقی کے ساتھ 'پھڑ' پر تصویری نقش و نگار اہل حکمراں اور شر کا پیغام کو پہنچانے کے کارگر ہتھیار تھے۔ کہانی کہنے کا یہ نیا طریقہ ناخواندہ عورتوں میں آگاہی پیدا کرنے میں بہت مؤثر تھا۔

سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس مہم کے ذریعہ جو پیغام ملا وہ یہ کہ محض ووٹ دینا، الیکشن لڑنا یا جیتنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کسی کو آخر کیوں ووٹ دیا جائے، اس میں ایسے کیا اوصاف ہونے چاہئیں اور وہ آگے کیا کرنا چاہتا/چاہتی ہے۔ 'پھڑ' کی کہانی اور گیت کے وسیلے سے سالمیت و یکجہتی کی قدر پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

یہ تربیتی پروگرام 'مہیلا سماکھیا' نام کی غیرسرکاری تنظیم کے ذریعہ منعقد کیا گیا جو دیہی خواتین کے تفویض اختیار کا کام کرتی ہے۔

بیشتر قبائلی علاقوں میں زمینی سطح کے جمہوری عمل کی ایک خوش حال روایت رہی ہے۔ہم میگھالیہ سے متعلق ایک مثال پیش کررہے ہیں۔گارو،کھاسی اورجینتیاں،تینوں ہی آدی واسی ذاتوں کے سیکڑوں سال پرانے سیاسی ادارے رہے ہیں۔یہ سیاسی ادارے اتنے ترقی یافتہ تھے کہ گاؤں،قبیلہ اورریاست جیسی مختلف سطحوں پر بہتر ڈھنگ سے کام کرتے تھے۔مثلاً کھاسیوں کے روایتی سیاسی نظام میں ہرایک خیل (ونش) کی اپنی کونسل ہوتی تھی جسے 'دربارکر' کہا جاتا تھااورجواس قبیلے کے سربراہ کی رہنمائی میں کام کرتی تھی۔اگرچہ میگھالیہ میں زمینی سطح پر جمہوری سیاسی اداروں کی روایت رہی ہے لیکن آدی واسی علاقوں کا ایک بڑا حصہ آئین کی 73ویں ترمیم کے اہتمام سے باہر ہے۔غالباً ایسا اس لیے ہے کیونکہ متعلقہ پالیسی سازوں کی منشا روایتی قبائلی اداروں میں مداخلت کرنے کی نہیں رہی ہوگی۔

تاہم جیسا کہ ماہرسماجیات ٹپولٹ نونگبری نے کہا ہے کہ قبائلی ادارے اپنی ساخت اورسرگرمیوں میں جمہوری ہی ہوں، یہ ضروری نہیں۔بھوریا کمیٹی کی رپورٹ جس نے اس مسئلے پرغور کیا ہے، پرتبصرہ کرتے ہوئے نونگبری نے کہا کہ حالانکہ روایتی آدی واسی اداروں پرکمیٹی کی فکرکو ستائش کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے لیکن وہ صورت حال کی پیچیدگی کا مشاہدہ کرنے میں کامیاب رہی ہے۔قبائلی سماج میں مضبوط ہمہ گیر مساوات کے طرزعمل جواُن کی خصوصیات کا تعین کرتے ہیں، کے باوجود طبقہ بندی کا عنصر کہیں نہ کہیں موجود ہوتا ہے۔قبائلی سیاسی ادارے صرف عورتوں کے تئیں عدم رواداری کے لیے ہی نہیں جانے جاتے بلکہ سماجی تبدیلی کے عمل نے اس نظام میں زبردست خرابیاں پیدا کردی ہیں جس سے اس بات کی شناخت مشکل ہوجاتی ہے کہ کیا روایتی ہے اور کیا نہیں۔(نونگبری 2003:220)یہ آپ کوروایت کی بدلتی ہوئی کیفیت کی یاددلاتا ہے،جس کا ذکرہم باب 1 اور 2 میں کرچکے ہیں۔

جمہوریت کاری اورعدم مساوات (DEMOCRATISATION AND INEQUALITY)

یہ واضح ہوجائے گا کہ جس ملک میں ذات،کمیونٹی اورجنس پرمبنی عدم مساوات کی طویل تاریخ ہو،ایسے سماج میں جمہوریت آسان نہیں ہے۔پچھلی کتاب میں آپ مختلف قسم کی عدم مساوات سے واقف ہوچکے ہیں۔باب 4 میں دیہی ہندوستانی ساخت کی مزید تفصیلی معلومات پیش کریں گے۔ایسے غیرمساوی اورغیرجمہوری سماجی ساخت کودیکھنے کے بعد یہ حیرت انگیز نہیں لگتا کہ بہت سے معاملات میں گاؤں کے چند خصوصی گروہ، کمیونٹی، ذات سے متعلق لوگوں کو نہ تو گاؤں کی میٹنگ میں اورسرگرمیوں میں شامل کیا جاتا ہے اورنہ ہی اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔گرام سبھا کے ممبران کواکثرامیرکسانوں کی ایک ایسی جماعت کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے جو اونچی ذات یا زمین داروں کے طبقے پر مشتمل ہوتی ہے۔ترقیاتی سرگرمیوں پر وہی فیصلے لیتے ہیں،فنڈوں کا تعین کرتے ہیں اوراکثریت محض خاموش تماشائی بنی دیکھتی رہتی ہیں۔

نیچے باکسوں میں جورپورٹیں پیش کی گئی ہیں وہ زمینی سطح پرمختلف قسم کے تجربات کا اظہار کرتی ہیں۔ایک رپورٹ میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح روایتی پنچایتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔جب کہ دوسری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ معاملات میں پنچایتی راج ادارے کیسے واقعی بنیادی تبدیلیاں پیدا کردیتے ہیں تاہم ایک اوررپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح جمہوری اقدامات اکثر عملاً کام نہیں کرتے کیونکہ مفادی گروہوں کے ذریعہ تبدیلی اور پیسے سے متعلق معاملات میں روکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔

باکس 3.11

عزت کا سوال

ذات پر مبنی پنچایتیں خود کو دیہی اخلاقیات کا سرپرست سمجھتی ہیں......اکتوبر 2004 کا ایسا پہلا معاملہ تھا جو سرخیوں میں رہا جب جھجر ضلع کے اسانده گاؤں کی پنچایت 'راٹھی کھاپ' نے سونیا جس کی ایک سال پہلے شادی ہو چکی تھی، کو یہ حکم دیا کہ اگر اسے گاؤں میں رہنا ہے تو اسے اسقاط حمل کرانا ہوگا اور اپنی شادی توڑ کر شوہر رام پال کو بھائی ماننا ہوگا۔ اس جوڑے کا جرم یہ تھا کہ انھوں نے ایک ہی گوتر میں شادی کی تھی، حالانکہ ہندو شادی ایکٹ میں اس ملاپ کو تسلیم کیا گیا ہے۔
سونیا اور رام پال صرف ہریانہ کی ہائی کورٹ کی اس ہدایت کے بعد ہی ساتھ رہ سکے جس نے ہریانہ حکومت کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے کہا تھا۔
......اسی طرح مظفر نگر میں انصاریوں کی پنچایت نے گذشتہ سال یہ فیصلہ دیا کہ اپنے سسر کے ذریعہ زنا کا شکار ہونے کے بعد عمرانہ اپنے شوہر کی ماں ہو چکی ہے۔ میرٹھ کی ایک پنچایت نے فیصلہ دیا کہ اپنے دوسرے شوہر کے ذریعہ حاملہ ہونے کے باوجود بھی گڑیا کو اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس ہو جانا چاہیے جو پانچ سال بعد واپس آیا تھا۔

ماخذ: سنڈے ٹائمز آف انڈیا، نئی دہلی 29 اکتوبر 2006

باکس 3.12

دولت اور مراعات کا کردار؟ گاؤں والوں کا کردار؟

اس وقت کی بات جب سو پا سرپنچ سیٹ عورتوں کے لیے محفوظ کوٹے میں رکھی گئی۔ پھر بھی پنچایت کے باشندوں نے اسے امیدواروں کے شوہروں کے درمیان مقابلے کے طور پر سمجھا۔ ایک طرف سرپنچ کے عہدے کا امیدوار رام رائے میواڑہ تھا جو کیکڑی میں ایک شراب کی دکان کا مالک تھا جب کہ دوسری طرف اسی گاؤں کا زمین دار چاند سنگھ ٹھاکر تھا۔ گاؤں والوں نے میواڑہ کی اصلیت افشاں کر دی کہ 03-2002 کی خشک سالی راحت فنڈ میں اس نے نقلی فہرست بنائی تھی۔ حالانکہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، لیکن اس بار گاؤں والے اسے پنچایت سے باہر دیکھنا چاہتے تھے اس طرح انھوں نے ٹھاکر کو سخت مقابلے کے لیے پیش کیا، سو پا کے باشندوں نے اتفاق رائے سے فیصلہ لیا کہ میواڑہ کے خلاف مقابلے کے ٹھاکر زیادہ موزوں امیدوار تھا......

باکس 3.13

زیادہ سے زیادہ شرکت اور اطلاع کے لیے سماجی تحریکوں اور تنظیموں کا کردار

24 جنوری کو دسوریلا گاؤں (کشل پورہ پنچایت) میں ایک میٹنگ ہوئی۔ اعلان کر کے، بچوں کو اکٹھا کر کے انھیں نعرے سکھائے گئے اور دروازے دروازے جا کر لوگوں کو بتایا گیا۔ ایک مقامی غیر سرکاری تنظیم کے ایک معزز کارکن نے لوگوں سے چوپال میں آنے کی درخواست کی......تارہ (مقامی این جی او کی حمایت یافتہ امیدوار) کا منشور پڑھا گیا اور اس نے ایک چھوٹی سی تقریر کی منشور میں کہا گیا تھا کہ وہ ایک سرپنچ کے طور پر رشوت نہیں لیں گی اور اپنی مہم کے لیے 2000 روپے سے زیادہ نہیں خرچ کریں گی۔ وغیرہ......
یہاں لوگوں کے ووٹ خریدنے کے لیے اور مہم اخراجات میں تعاون کے لیے شراب اور گڑ تقسیم کیا جاتا ہے اور جیپوں کا بار بار استعمال کیا جاتا ہے......
اکٹھا ہوئے گاؤں والوں کے سامنے بدعنوانی کا پورا سلسلہ واضح کیا گیا؛ کم خرچ کے انتخاب نہ صرف غریبوں کی شرکت کی گنجائش پیدا کرتے ہیں، بلکہ بدعنوانی سے آزاد پنچایتوں کے امکان کو بھی وسیع بناتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

باکس 3.11، 3.12، 3.13 کے لیے مشق

درج بالا باکسوں کو بغور پڑھیں اوردرج ذیل موضوعات پر بحث کریں

- دولت کا رول
- لوگوں رول
- عورتوں کا رول

3.3 سیاسی پارٹیاں، دباؤ گروہ اور جمہوری سیاست (POLITICAL PARTIES PRESSURE GROUPS AND DEMOCRATIC POLITICS)

آپ کو یاد ہوگا کہ یہ باب جمہوریت کے تعریف کی اقتباس کے ساتھ شروع ہوا تھا، جمہوریت ایک حکومت کی شکل میں، جو عوام کی، عوام کے ذریعہ اور عوام کے لیے ہے۔ جیسے جیسے یہ باب آگے بڑھا، آپ نے غور کیا کہ کس طرح یہ تعریف جمہوریت کی روح کو ظاہر کرتی ہے لیکن لوگوں کے ایک گروہ اوردوسرے گروہ کے درمیان متعدد تقسیم کو واضح نہیں کرتی۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح مفادات اور سروکار مختلف ہیں۔ ہم نے ہندوستانی آئین کے سیکشن—II میں دیکھا کہ کیسے مختلف گروہوں نے آئین ساز اسمبلی میں اپنے مفادات کی نمائندگی کی۔ ہندوستانی جمہوریت کی کہانی میں ہم نے مختلف گروہوں کے مسابقتی مفادات کے بارے میں بھی جانا۔ ہر صبح اخبار پر نظر ڈالنے سے آپ بہت سی مثالیں دیکھیں گے جہاں مختلف گروہ اپنی آواز سنانا چاہتے ہیں اور حکومت کی توجہ اپنی شکایات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

تاہم، سوال یہ ہے کہ کیا سبھی مفادی گروہوں کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ کیا ایک ناخواندہ کسان یا مزدور اپنے معاملے کو حکومت کے سامنے اتنے ہی منظّم طور پر اور قائل کرنے کے انداز میں پیش کرسکتا ہے جتنا کہ ایک صنعت کار؟ بہرحال نہ تو صنعت کار اور، نہ ہی کسان یا ملازم اپنی بات کو انفرادی طور پر پیش کرسکتے ہیں۔ صنعت کارفیڈریشن آف انڈین چیمبرز اینڈ کامرس (FICCI) اور ایسوسی ایشن آف چیمبرز آف کامرس (ASSOCHAM) جیسی ایسوسی ایشن کی تشکیل کرتے ہیں جب کہ مزدور یا ملازمین انڈین ٹریڈ یونین کانگریس (INTUC) یا سینٹر فار انڈین ٹریڈ یونینس (CITU) جیسی ٹریڈ یونین کی تشکیل کرتے ہیں اور کسان شیٹ کاری سنگھٹن جیسی زراعتی یونین کی تشکیل کرتے ہیں۔ زرعی مزدوروں کی اپنی یونین ہوتی ہیں۔ آپ آخری باب میں دیگر تنظیموں، قبائلی اور ماحولیاتی تحریکوں جیسی دوسری تنظیموں کے بارے میں پڑھیں گے۔

جمہوری طرز حکومت میں سیاسی پارٹیاں اہم کردار نبھاتی ہیں۔ سیاسی پارٹی کی تعریف ایک ایسی تنظیم کے طور پر کی جاسکتی ہے جو انتخابی عمل کے ذریعہ حکومت پر جائز کنٹرول حاصل کرنے کا اپنا موقف متعین

سرگرمی 3.1

- ایک ہفتے کے اخبار یا میگزین دیکھیں۔ ان میں ایسی مثالوں کو لکھیں جہاں مفادات کا ٹکراؤ ہو رہا ہو۔
- ان مسائل کی شناخت کریں جہاں تنازعہ پیدا ہوتا ہے۔
- ان طریقوں کا پتہ لگائیں جن سے متعلقہ گروہ اپنے مفادات پیش کرتے ہیں۔
- کیا یہ کسی سیاسی پارٹی کا ایک رسمی وفد ہے جو وزیر اعظم یا کسی دیگر عہدے دار سے ملنا چاہتا ہے؟
- کیا یہ سڑکوں پر کیا جانے والا احتجاج ہے؟
- کیا یہ احتجاج تحریری طور پر یا اخباروں میں اطلاع دے کر کیا جا رہا ہے؟
- کیا یہ عوامی میٹنگوں کے ذریعہ ہے؟
- ان مثالوں کی شناخت کیجیے جب کسی سیاسی پارٹی، پیشہ ور ایسوسی ایشن، غیر سرکاری تنظیم یا کسی بھی دیگر ادارے نے اس مسئلے کو اٹھایا ہے؟
- ہندوستانی جمہوریت کی کہانی کے مختلف کرداروں کے بارے میں بحث کریں۔

کرے۔سیاسی پارٹی ایک ایسی تنظیم ہے جس کا قیام حکومتی اقتدار حاصل کرنے اور ایک مخصوص پروگرام پر عمل درآمد کرنے کے مقصد سے کیا جاتا ہے۔سیاسی پارٹیاں سماج کی مخصوص فہم اور اس کی نوعیت پر مبنی ہوتی ہیں۔ایک جمہوری نظام میں مختلف گروہوں کے مفادات کی نمائندگی بھی سیاسی پارٹیوں کے ذریعہ کی جاتی ہے جو ان کے معاملے کو پیش کرتی ہیں۔مختلف مفادی گروں سیاسی پارٹیوں پر اثر انداز ہونے کے لیے کام کرتے ہیں۔جب کسی گروہ کو لگتا ہے کہ اس کے مفاد کی بات نہیں کی جارہی ہے تو وہ ایک متبادل پارٹی کی طرف رجوع کرسکتا ہے یا وہ دباؤ گروہوں کی تشکیل کرسکتے ہیں جو حکومت سے اپنی بات منوانے کی کوشش کرے۔مفادی گروہ سیاسی حلقوں میں چند مخصوص مفادات کو پورا کرنے کے لیے تشکیل دیے جاتے ہیں۔یہ بنیادی طور پر قانون ساز اداروں کے ممبران پر زور ڈالنے کی منظّم کوشش کرتے ہیں۔بعض صورت حال میں ایسی سیاسی تنظیمیں ہوسکتی ہیں جو اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہیں لیکن مقررہ طریقوں سے ایسا کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا ہے۔ایسی تنظیموں کو اس وقت تک تحریک سمجھا جاتا ہے جب تک کہ انھیں تسلیم نہ کرلیا جائے۔

باکس 3.14

ہر سال فروری کے آخر میں حکومت ہند کے وزیر مالیات پارلیمنٹ کے سامنے بجٹ پیش کرتے ہیں۔اس سے پہلے ہر دن اخبار میں رپورٹیں شائع ہوتی ہیں کہ ہندوستانی صنعت کاروں کے مختلف کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹریلٹس ٹریڈ یونینس، کسان اور حالیہ خواتین گروہوں نے وزارت مالیات کے ساتھ میٹنگ کی۔

باکس 3.14 کے لیے مشق

کیا یہ سبھی دباؤ گروہ سمجھے جاسکتے ہیں؟

یہ واضح ہے کہ سبھی گروہوں کی نہ تو یکساں رسائی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی حکومت پر دباؤ بنانے کی اہلیت۔لہٰذا کچھ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ دباؤ گروہ غالب سماجی گروہوں جیسے سماج میں موجود طبقہ یا ذات یا جنس پر مبنی گروہ کی قوت کو کم کردیتے ہیں۔وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ غالب طبقہ یا طبقات ہی ریاست کو کنٹرول کرتے ہیں۔یہاں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سماجی تحریک اور دباؤ گروہ جمہوریت میں اہم کردار نہیں نبھاتے۔باب 8 میں اس پر روشنی ڈالی جائے گی۔

باکس 3.15

پارٹیوں کے بارے میں میکس ویبر کے خیالات

جب کہ طبقات کا اصل مقام معاشی سلسلے یا نظم میں ہے، گروہوں کی حیثیت کو سماجی نظم میں رکھا جاسکتا ہے.....لیکن پارٹیاں اقتدار کی ایوان اقتدار میں رہتی ہیں۔...... پارٹی کا عمل ہمیشہ ایک ایسے مقصد کے لیے ہوتا ہے جن کی جدوجہد ایک منصوبہ بند انداز میں کی جاتی ہے۔مقصد ایک موقف ہوسکتا ہے (پارٹی کا مقصد کسی نصب العین یا مادی ضرورتوں کے لیے پروگرام کو حقیقت آفریں بنانا ہوسکتا ہے) یا ذاتی ہوسکتا ہے۔(منافع بخش عہدہ، اقتدار اور ان کے ذریعہ قیادت حاصل کرنا یا پارٹی کے پیروکاروں سے عزت حاصل کرنا)

(ویبر 1948:194)

© NCERT not to be republished

باکس 3.16 کے لیے مشق

- آگے دیے گئے باکس کو غور سے پڑھیں۔ دیگر قصبوں اور شہروں سے آپ ایسی مزید مثالیں لے سکتے ہیں۔
- غریبوں، ملازم پیشہ اور متوسط و امیر طبقہ کے مفادات کی شناخت کریں۔
- اسٹریٹ کے استعمال کو مختلف گروہ کس طرح دیکھتے ہیں؟
- بحث کریں کہ حکومت کے کردار کے بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟
- میکنزی جیسی صلاح کار فرموں کا کیا کردار ہے؟ وہ کن کے مفاد کی نمائندگی کرتی ہیں۔
- سیاسی پارٹیوں کا کیا کردار ہے؟
- کیا آپ کو لگتا ہے کہ غریب صلاح کار فرموں کی نسبت سیاسی پارٹیوں کو زیادہ متاثر کر سکتے ہیں؟ کیا ایسا اس لیے ہے کہ سیاسی پارٹیاں عوام کے تئیں جواب دہ ہیں؟ یعنی انھیں انتخاب میں ہرایا جا سکتا ہے۔

ممبئی شہر میں ترقیاتی کاموں کی ٹھوس مثال کے ذریعہ ہم آپ کو سمجھائیں گے کہ ان کے مسابقتی مفادات کس طرح کام کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

باکس 3.16

حالیہ سالوں میں دیکھنے کو ملا کہ ہندوستانی شہروں کو عالمی شہر بنانے پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

شہری منصوبہ کاروں اور اس کے امکان پر غور کرنے والوں کے خیال میں ممبئی کو فوری شمال۔ جنوب اور مشرق۔ مغرب سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ تھی کہ ممبئی کو دائرے میں کرنے کے لیے ایک ایکسپریس رنگ وے کے تعمیر کی ضرورت ہے۔ تاکہ یہ آزادراستہ شہر میں اندر کے کسی نقطے سے 10 منٹ کے اندر پہنچ سکے۔ تیز داخلہ اور اخراج اور مؤثر آمدورفت کو شہر کی بے دخل سرگرمی کے لیے لازمی طور پر مناسب سمجھا جاتا ہے......

کم مراعات یافتہ لوگوں کے لیے سڑک کی اہمیت کچھ مختلف قسم کی ہے۔ وہ جوڑنے والے آزادراستوں سے بھی زیادہ بہت کچھ ہے۔ سڑکیں خواہ اچھی ہوں یا خراب اکثر مؤثر طور پر بازار میلہ بن جاتی ہیں اور مختلف مقصد سے کی جانے والی زیارت، تفریح (نقل وحمل) اور معاشی مبادلہ بھی اس کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔ سڑک پر لوگوں کو عوامی اور نجی جگہوں کے درمیان کوئی فرق نہیں دکھائی دیتا کیونکہ وہیں پر خرید و فروخت، کھانا پینا، کرکٹ کھیلنا، یہاں تک کہ کھڑے رہنا اور گھومنا پھرنا بھی جاری رہتا ہے۔ شہر کے منصوبہ کاروں نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ کس طرح یہ سرگرمیاں آمدورفت میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں اور بھیڑ بھاڑ کا سبب بنتی ہیں۔

ان بھیڑ بھاڑ اور رکاوٹوں کو کم کرنے کے لیے غریبوں کو شہر کے باہری حصوں میں بسا دیا گیا ہے۔ میکنزی کے ایک نجی صلاحکار کے ذریعہ تیار کیے گئے دستاویز 'ممبئی ویژن' میں کہا گیا کہ ہے غریبوں کا گھر بنانے کا منصوبہ شہر کے باہر نمک کی پرت والی زمین پر تیار کیا گیا ہے۔ ان کے ذریعہ معاش کا کیا ہوگا؟ درج ذیل اقتباس غریبوں کی آواز کا مکمل عکاس ہے۔

ہم دراصل'انسانی بلڈوزر'اور'انسانی ٹریکٹر'ہیں۔زمین کو سب سے پہلے ہم نے ہموار کیا۔ہم نے شہر کے لیے اپنی خدمات دیں۔ ہم شہر کی گندگی باہر لائے ہیں۔میں نہیں دیکھتا کہ شہریوں کے گروہ سیوروں کو اکھاڑتے یا سڑکوں کو کھودتے ہیں۔شہر صرف امیر کے لیے نہیں ہے،ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔میں بھیک نہیں مانگتا۔میں تمہارے کپڑے دھوتا ہوں۔عورتیں اس لیے کام کرنے جاسکتی ہیں کیونکہ ہم ان کے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے ہیں۔وزارت،کلکٹریٹ،بی ایم سی کے اسٹاف حتی کہ پولیس کے لوگ بھی گندی بستیوں میں رہتے ہیں۔چونکہ ہم یہاں ہوتے ہیں تو عورتیں رات کو محفوظ گھوم سکتی ہیں......بامبے فرسٹ جیسے گروہ سب سے پہلے ممبئی کو عالمی معیار کے شہر ہونے کی بات کرتے ہیں۔اپنے غریبوں کے لیے رہنے کی جگہ کے بغیر ورلڈ کلاس سٹی یہ کیسے بن سکتا ہے؟(آنند 2006:3422)

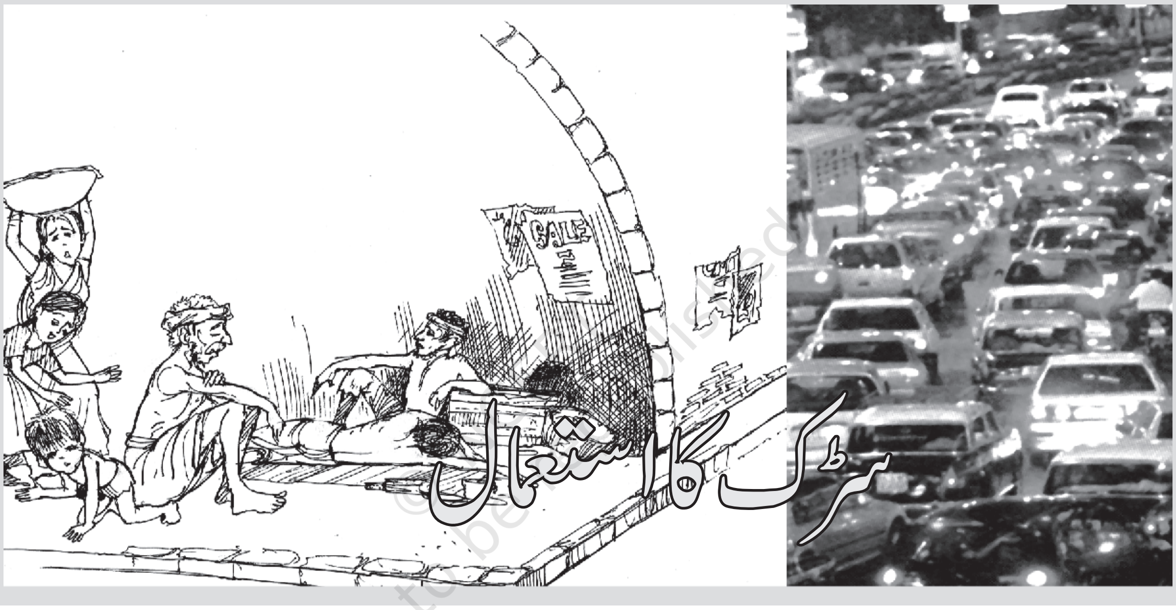

سوالات

1۔ مفادی گروہ عملی جمہوریت کا ناگزیر حصہ ہیں۔اس پر بحث کیجیے۔

2۔ آئین ساز اسمبلی کی بحث کے حصوں کا مطالعہ کیجیے۔مفادی گروہوں کی شناخت کیجیے۔عصری ہندوستان میں کس طرح کے مفادی گروہ ہیں؟ وہ کیسے کام کرتے ہیں؟

3۔ اسکول میں انتخاب لڑنے کے وقت اپنے منشور کے ساتھ ایک'پھڑ یا اسکرولی' بنائیے۔(یہ پانچ لوگوں کے ایک چھوٹے گروہ میں بھی کیا جاسکتا ہے،جیسا کہ پنچایت میں ہوتا ہے؟

4۔ کیا آپ نے بچہ مزدور اور مزدور کسان تنظیم کے بارے میں سنا ہے؟اگر نہیں تو معلوم کیجیے،اور ان کے بارے میں 200 الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھیے۔

5۔ گاؤں والوں کی آواز کو سامنے لانے میں 73 ویں آئینی ترمیم نہایت اہم ہے۔بحث کیجیے۔

6۔ ایک مضمون لکھ کر مثال دیتے ہوئے ان طریقوں کو بتائیے جو عوام کی روزمرہ زندگی میں اہم ہیں اور ہندوستانی آئین میں ان مسائل کو محسوس کیا گیا ہے۔

حوالہ جات (REFERENCES)

Anand, Nikhil. 2006. 'Disconnecting Experience: Making World Class Roads in Mumbai'. *Economic and Political Weekly* (August 5th). pp. 3422-3429.

Ambedkar, Babasaheb. 1992. 'The Buddha and His Dharma' in V. Moon (Ed.) *Dr. Babasaheb Ambedkar: Writings and Speeches.* Vol. 11. Bombay Educational Department. Government of Maharashtra.

Sen, Amartya. 2004. *The Argumentative Indian: Writings on Indian History, Culture and Identity.* Allen Lane. Penguin Group. London.

Weber, Max. 1948. *Essays in Sociology* Ed. with an introduction by H.H. Gerth and C. Wright Mills. Routledge and Kegan Paul. London.

© NCERT not to be republished